سوال

(34)میں تمہیں قسم دیتا ہوں!

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا کسی سے اپنی بات منوانے کےلیے کہا جاسکتا ہے کہ تجھے قسم لگے یاجسے قسم دی جائے اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے ؟ نیز کیا ایسی قسم واقع ہوجاتی ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست پر اعتماد کرتے ہوئے اسے قسم دے دے تو اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانی چاہیے بلکہ اس کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے اس کی قسم پوری کر دینی چاہیے۔ چنانچہ براء بن عازب سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں :

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہمیں منع کیا تھا، آپ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے، دعوت کرنے والی کی دعوت قبول کرنے، سلام پھیرنے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں (کے پہننے) سے، چاندی (کے برتن) میں پینے سے، میثر (زین یا کجاوہ کے اوپر ریشم کا گدا) استعمال کرنے سے اور قسی (اطرافِ مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا جس میں ریشم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے) کے استعمال کرنے سے اور ریشم و دیبا اور استبرق پہننے سے منع کیا تھا۔'' (بخاري، الاشربة، انية الفضة، ح: 5635، مسلم، اللباس والزينة، تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال ۔۔۔، ح: 2066)

قسم دینے والے کی قسم پوری کرتے ہوئے اس کا جائز کام کر دینا سیرتِ نبوی سے بھی ثابت ہے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو بُلا بھیجا، اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسامہ بن زید، سعد بن عبادہ اور ابی بن کعب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ صاحبزادی نے کہلا بھیجا کہ ان کے بچے کی موت کا وقت قریب آگیا ہے، آپ تشریف لائیے۔ آپ نے ان کے جواب میں یوں کہلا بھیجا کہ میرا اسلام کہو اور کہو :

(ان للہ ما اخذ وما اعطى وكل شيء عنده مسمى فلتصبر و تحتسب)

''سب اللہ کا ہے جو اُس نے لے لیا اور اُس نے عنایت کیا اور ہر چیز کا اُس کے پاس وقت مقرر ہے، (بیٹی سے کہیے) وہ صبر کرے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے۔''

مگروہ قسم دے کر پھر کہلا بھیجتی ہے کہ نہیں آپ ضرور تشریف لائیے! اس وقت آپ اٹھے، ہم لوگ بھی ساتھ اٹھے۔ جب آپ صاحبزادی کے گھر پر پہنچے اور وہاں جا کر بیٹھے تو بچہ اٹھا کر

آپ کو دیا گیا، آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد بن عبادہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا:

(ہذہ رحمۃ یضعہا اللہ فی قلوب من یشاء من عبادہ وانما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء) (بخاري، الایمان والنذور، قولہ تعالیٰ: (وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ)، ح: 6655)

''یہ (رونا) ترس کی وجہ سے ہے اور اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے رحم ڈالتا ہے۔ اللہ اپنے اُن بندوں پر رحم کرے گا جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں۔''

ایک اور فرمانِ پیغمبر ہے:

(الاأدلکم علی أہل الجنۃ کل ضعیف متضعف لوأقسم علی اللہ لأبرہ وأہل النار کل جواظ عتل مستبجر) (بخاری، الایمان والنذور، قولہ تعالیٰ: (وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ) ح: 6656)

''میں تمہیں بتاؤں کہ جنتی کون لوگ ہیں؟ ہر ایک غریب ناتواں جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ (اس کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے) اسے سچا کر دے۔ (یعنی اس کی قسم پوری کر دے۔) اور جہنمی کون لوگ ہیں؟ ہر ایک لڑاکا، مغرور اور فسادی۔''

مگر واضح رہے کہ قسم دینے والے کی قسم کو پورا کرنا اچھے اخلاق کا ایک مظہر ہے ورنہ کسی کی قسم کو پورا کرنا کوئی فرض و واجب نہیں ہے اور نہ اس طرح قسم دینے سے قسم منعقد ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول مجھ سے بیان کیجیے کہ میں نے خواب کی تعبیر دینے میں کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا:

(لا تقسم) (بخاري، الایمان والنذور، قولہ تعالیٰ: (وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ)، تعلیقا)

''قسم مت کھاؤ!''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم دینے سے قسم منعقد نہیں ہوتی۔ اگر اس طرح قسم منعقد ہو جاتی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان کرتے کہ ابو بکر نے تعبیر میں فلاں فلاں غلطی کی ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابرار القسم یا ابرار المقسم کے الفاظ سے قسم کو سچا کرنے کا حکم دیا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ افکارِ اسلامی

شرک اور خرافات، صفحہ: 122

محدث فتویٰ